گزری، نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو۔ جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔"

روایتِ حدیث کے سلسلے میں روایت کی اسناد اور رواۃ حدیث پر ناقدانہ بصیرت کے ساتھ نظر رکھتے ہوئے، محدثین نے ردّ وقبولِ حدیث کے لحاظ سے احادیث کے مختلف مدارج مقرر کئے اور ان کے لئے اصطلاحات وضع کیں۔ جسے مختصراً علم اصول الحدیث کہا جاتا ہے ـــــ صحاح ستّہ اور حدیث کے دوسرے اہم مجموعوں کے مؤلفین نے ان تمام اصولوں اور علم الرجال کے اس وسیع مواد سے استفادہ کرتے ہوئے "صحیح" احادیث کی نشاندھی کرنے اور ان کو یکجا (ایک کتاب کی شکل میں) جمع کرنے کا کام کیا۔ بلکہ اپنی تحقیق کے نتائج کی جانچ پڑتال کا کام آئندہ نسلوں کے اہلِ علم کے لئے کھلا (OPEN) رکھنے کے لئے اپنی تخریج کردہ روایات کے ساتھ ان کی مکمل "اسناد" بھی بیان کر دیں۔ جن کی بدولت آج بھی کوئی اہلِ علم اصولِ روایت اور علم الرجال کی روشنی میں کسی حدیث کا "درجہ بلحاظ روایت" متعین کر سکتا ہے۔

تاہم یہ کام اتنا محنت طلب ہے کہ بعض دفعہ ایک روایت کی تنقیح میں ہفتے بلکہ مہینے بھی لگ سکتے ہیں۔ علمی تحقیق کے اس بھاری پتھر کو چوم کر چھوڑ دینے والے "تن آسانوں" میں ہی دو نمایاں گروہ سامنے آتے ہیں۔ ایک طرف تو "منکرینِ سنّت" ہیں جو اس علمی کام کے کر سکنے کی صلاحیّت اور استعداد سے محروم ہونے کے باعث تحقیق کے اس جھنجھٹ میں پڑنے کی بجائے ردّ وقبولِ حدیث کا معیار اپنی پسند ناپسند (خواہشِ نفس) کو ٹھیرا لیتے ہیں۔ دوسری طرف ایسے "مستمسکین بالحدیث" بھی ہیں جو یہ سمجھ کر اس محنت سے جان چھڑا لیتے ہیں کہ ائمہ حدیث نے اس ساری تحقیق کا حق ادا کر دیا اور اس میں غلطی کا امکان نہیں لہٰذا حدیث کے مستند مجموعوں (مثلاً بخاری، مسلم یا صحاح ستّہ وغیرہ) جو احادیث مروی ہیں ان پر (موادِ تحقیق موجود ہونے کے باوجود) اب کسی مزید تحقیق کی کیا ضرورت ہے؟

زیرِ نظر کتاب ان دونوں "آسانی پسند" نظریات کے برعکس اس محنت اور جانفشانی کا ایک نمونہ ہے جس کے ساتھ ہمارے ائمہ متقدمین نے "نقد الحدیث" یعنی حدیث کی ناقدانہ جانچ پڑتال کے لئے کام۔ اس کتاب کے پڑھنے سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ اس دوبارہ پڑتال (RE-CKECKING) کے عمل سے ایک طرف تو اکثر صورتوں (CASES) میں ائمہ متقدمین کی جانچ پڑتال کی عملی

تصدیق ہو جاتی ہے اور حدیث کے بارے میں علیٰ وجہ البصیرت اعتماد حاصل ہوتا ہے ــــــ دوسری طرف یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کسی انسانی کام کو سہو وخطا کے انسانی عامل (FACTOR) سے یکسر بری بھی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ تاہم مثبت یا منفی اختلافی نتائج کی بنیاد علمی تحقیق ہونی چاہیئے نہ کہ محض " ذہنی تن آسانی " یا " خواہش نفس کا اتباع ۔

اور اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ :

حدیث کی چھ امہات الکتب یعنی " صحاح ستہ " میں سے ایک کتاب مشہور محدث ابن ماجہ (ت : ۲۷۳ھ) کی " سنن " بھی ہے ۔ اور اگرچہ صحاح ستہ میں اس کتاب کی شمولیت محدثین کے درمیان ایک متنازع فیہ معاملہ ہے (اور زیر نظر کتاب میں اس بات پر بھی مکمل بحث کی گئی ہے)، تاہم کتب حدیث میں " سنن ابن ماجہ " کے ایک بلند پایہ کتاب ہونے سے کسی کو انکار نہیں ـــ اور زیر نظر کتاب میں ابن ماجہ کی نمایاں خصوصیات کا ذکر بھی کیا گیا ہے ۔ مسلمانوں کے علمی عروج کے دور میں کسی بھی عالم کی تحقیق کو حرف آخر نہیں سمجھا جاتا تھا ـــ اسی علمی تحقیق اور تنقید کے ذریعے اور اسی جذبے کے ساتھ کام کرتے ہوئے ابن الجوزی (ت : ۵۹۷ھ) نے ابن ماجہ کی کتاب " سنن " میں سے تیس (۳۰) احادیث کو اصول روایت و درایت اور علم الرجال کی روشنی میں " موضوع " یعنی من گھڑت قرار دیا ـــ خیال رہے کہ سینکڑوں احادیث کے اس پورے مجموعہ پر ناقدانہ نظر ڈالنا اور پھر علمی تحقیق کے معیار پر پوری نہ اترنے والی تیس احادیث کی نشان دہی کرنا بذات خود، آج کے حساب سے " درجنوں " پی ایچ ڈی کے برابر کام ہے ۔ تاہم اہل علم کے ہاں تحقیق اور " تحقیق مکرر " کا سلسلہ جاری رہتا تھا ۔ چنانچہ السیوطی (ت : ۹۱۱ھ) نے اور بعض دیگر محدثین نے بھی ـــ روایت اور درایت کی ہی روشنی میں بحث کرتے ہوئے ابن ماجہ کی ان احادیث کی صحت کا دفاع کیا اور ابن الجوزی کی تحقیقات کو غلط قرار دیا ۔

زیر تبصرہ کتاب کے فاضل مؤلف نے علامہ ابن الجوزی اور علامہ السیوطی (اور دیگر محدثین مدافعین) کی اس بحث میں بڑی محنت اور کامیابی کے ساتھ ایک فاضل جج کا کام کیا ہے ۔ تاہم بحث کو طوالت سے بچانے کے لئے انہوں نے ان تیس میں سے صرف دس احادیث کو موضوع بحث بنایا ہے (کتاب دراصل وہ تحقیقی مقالہ ہے جو مؤلف نے ایم اے کی ڈگری کے لئے برمنگھم یونیورسٹی (برطانیہ) میں ۱۹۸۲ میں پیش کیا تھا اور اسی لئے کام کو محدود کرنا پڑا ۔)

کتاب کے پہلے حصے ۔ کے چھ ابواب ۔ میں بطور تمہید پہلی تین ہجری صدیوں میں روایت حدیث کے اصول خصوصاً اسناد اور ان کی تنقید کے عہد بعہد ارتقاء سے بحث کی گئی ہے ۔ اور اس میں اسباب " وضع حدیث " کا بھی جائزہ لیا گیا ہے ۔ اور یہ حصہ بھی معلومات کا ایک عمدہ ذخیرہ بن گیا ہے ۔

کتاب کے دوسرے حصے میں ابن ماجہ کی شخصیت اور ان کی کتاب کے تعارف (مع تنقید) کے بعد دس متنازعہ فیہ احادیث پر اصولِ روایت و درایت اور فن الرجال کی روشنی میں محققانہ بحث کی گئی ہے ۔ ابن الجوزی اور السیوطی کے دلائل کا موازنہ کیا گیا ہے اور کتاب کا یہی وہ حصہ ہے جس میں رد و قبولِ حدیث میں اسماء الرجال سے عالمانہ استفادہ کیا گیا ہے ۔ اور اسی حصے کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتنا دقیق اور مشکل فن ہے ۔

مؤلف نے بعض احادیث (۲ ، ۵ ، ۸ ، ۹ ، ۱۰) کے مختلف طرق اور اسناد کے رواۃ کا ذکر ڈایاگرام (شجرہ) کی شکل میں کیا ہے جس سے بات کو سمجھنا نسبتاً آسان ہو جاتا ہے ۔ اصولِ روایت کے علاوہ مؤلف نے کم از کم پانچ احادیث (۲ ، ۵ ، ۶ ، ۸ ، ۹) کے ضمن میں اصولِ درایت سے بھی کام لیا ہے ۔ ساری بحث کے نتیجے میں مؤلف نے دس میں سے سات احادیث کے معاملے میں ابن الجوزی سے اتفاق کیا ہے ۔ یعنی یہ احادیث واقعی موضوع ثابت ہوتی ہیں ۔ باقی تین احادیث میں سے ایک (۲) کو ضعیف ، ایک (۵) کو مصحف یا معلل اور ایک (۱۰) کو حدیث حسن قرار دیا ہے ۔

ظاہر ہے مجموعی طور پر کتاب (بلحاظ موضوع) فنی اور عالمانہ ہے ۔ عام آدمی کو اس " خشک تحقیق " میں دلچسپی کا کوئی سامان نہیں ملے گا (سوائے بعض معلومات اور نتائج کے) ۔ لیکن اہل علم کو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے ۔ اس لئے کہ یہ ایک عظیم مگر بھولے بسرے (NEGLECTED) علم اور فن سے استفادہ کے احیاء کی کوشش ہے ۔

کتاب میں اسماء و اعلام کے انگریزی ضبط میں خاصی محنت سے کام لیا گیا ہے ۔ بلکہ یہ ضبط ان اسماء کو اصل عربی میں پڑھنے والے کے لئے بھی بلحاظ صحت تلفظ کارآمد اور مفید ہے ۔ تاہم کتاب میں پروف ریڈنگ کی بعض اغلاط موجود ہیں (مثلاً طوس کو طور لکھنا صفحہ ۱۵) امید ہے اگلے

(باقی ص۸۰ پر)

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝

(سورۂ بنی اسرائیل)

ترجمہ: قرآن کے ذریعے سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کیلئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں
کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے

سالانہ رپورٹ

انجمن خدام القرآن سندھ (رجسٹرڈ)

برائے سال ۸۸/۱۹۸۷ء

مرتب: سید حامد علی رضوی، معتمد عمومی

شائع کردہ

انجمن خدام القرآن سندھ (رجسٹرڈ)

۵۲ ڈی بلاک بی شمالی۔ ناظم آباد، کراچی۔ فون: ۶۲۴۴۵۰۰

مکتبہ اور سب آفس

۱۱۔ داؤد منزل، نزد آرام باغ، شاہراہ لیاقت کراچی۔ فون ۲۰۲۵۹۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

صدر محترم و معزز اراکین انجمن!

الحمدللہ کہ آج انجمن خدام القرآن سندھ کا دوسرا سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے جس میں مجھے انجمن کی سالانہ رپورٹ برائے سال ۸۸/۱۹۸۷ء پیش کرنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے انجمن خدام القرآن سندھ' کراچی بھی انہی اغراض و مقاصد کے لئے قائم کی گئی ہے جس کے لئے مرکزی انجمن خدام القرآن' لاہور سولہ سال قبل قائم کی گئی تھی۔ محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مدظلہ مرکزی انجمن کے صدرِ مؤسس ہیں اور انجمن سندھ کے نگران اعلیٰ۔ گویا ان کی شخصیت' ان کا فکر' قرآن کریم کے علم و حکمت کی تشہیر و اشاعت کے لئے ان کے ترتیب دیئے ہوئے پروگرام دونوں انجمنوں کے جسم میں روح رواں کا کام دے رہے ہیں۔ جہاں مقاصد کی ہم آہنگی کے اعتبار سے انجمن سندھ' مرکزی انجمن کا ایک AFFILIATED ادارہ ہے' وہاں مالی اور انتظامی امور کے لحاظ سے انجمن سندھ ایک خود مختار (AUTONOMOUS) ادارہ ہے۔ آپ کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی کہ قواعد و ضوابط دفعہ ۴ (د) کے لحاظ سے انجمن سندھ کو اپنی سالانہ آمدنی کا جو دس فیصد حصہ مرکزی انجمن کو دینا ضروری تھا' اب مرکزی انجمن کے فیصلے مورخہ ۲۴ جون ۸۸ء کے تحت یہ شق ساقط کر دی گئی ہے لہٰذا اب انجمن سندھ اپنی آمدنی کا صد فیصد اپنے اغراض و مقاصد کے حصول و تکمیل کے لئے صوبہ سندھ میں خرچ کر سکتی ہے

مجلس منتظمہ اور اس کے عہدیداران

آپ کو معلوم ہے کہ انتظامی امور کو سرانجام دینے کے لئے انجمن سندھ کی مجلس عامہ انجمن کے دستور العمل کی دفعہ نمبر ۲' ذیلی دفعہ نمبر (۱) (ا) کے تحت ابتدا میں ایک سال کے لئے اور پھر ہر دو سال بعد بیلٹ کے ذریعہ ایک مجلس منتظمہ کا انتخاب کرتی ہے۔ گزشتہ سال سالانہ اجتماع کے موقع پر جو مجلس منتظمہ دو سال کے لئے منتخب کی گئی تھی ان اراکین کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

حلقۂ مؤسّسین و محسنین

جناب زین العابدین جواد صاحب	جناب عبدالخالق چاندنہ صاحب
جناب سراج الحق سید صاحب	جناب عبدالمجید شیخ صاحب
جناب طارق امین صاحب	جناب عبدالواحد عاصم صاحب

جناب ڈاکٹر نور الٰہی صاحب

حلقہ مستقل ارکان

جناب راجہ محمد ارشاد صاحب	جناب سید حامد علی رضوی صاحب
جناب سراج احمد صاحب	جناب سید واحد علی رضوی صاحب

حلقہ عام ارکان

جناب ضمیر اختر صاحب	جناب عبدالرحمٰن ھنگورا صاحب
جناب محمد عباس علی صاحب	جناب قاضی عبدالقادر صاحب

(توضیح ۔ حلقہ عام ارکان میں سے دوران سال ماہ جون میں جناب ضمیر اختر صاحب نے استعفٰی دے دیا تھا اور ان کی جگہ مجلس منتظمہ کی طرف سے جناب سید شاہد علی صاحب کا تقرر کیا گیا)۔

منتخب مجلس منتظمہ میں سے انجمن کے نگران اعلٰی صدر انجمن نامزد کرتے ہیں اور پھر صدر انجمن، معتمد عمومی، معاون معتمد اور ناظم مالیات کا تقرر کرتے ہیں۔ اعزازی محاسب کا تقرر ہر سال کے لئے مجلس منتظمہ کرتی ہے۔ اس طرح گزشتہ سال منتخب مجلس منتظمہ میں سے مندرجہ ذیل حضرات کا تقرر ان کے سامنے لکھی ہوئی ذمہ داری کے لئے کیا گیا تھا:-

جناب سراج الحق سیّد صاحب	صدر
جناب سید حامد علی رضوی صاحب	معتمد عمومی
جناب عبدالرحمٰن ھنگورا صاحب	معاون معتمد
جناب سید واحد علی رضوی صاحب	ناظم مالیات
جناب قاضی عبدالقادر صاحب	اعزازی محاسب

دوران سال جناب سید واحد علی رضوی صاحب نے ذاتی وجوہ کی بنا پر ناظم مالیات کی ذمہ داری سے معذرت کر لی اور ان کی جگہ سید شاہد علی صاحب کا اس ذمہ داری کے لئے تقرر کیا گیا۔ اسی طرح ذاتی وجوہ کی بنا پر جناب قاضی عبدالقادر صاحب نے مالیاتی سال کے خاتمہ کے بعد محاسب کی ذمہ داری سے معذرت کر لی۔ للہذا مجلس منتظمہ نے ان کی جگہ ۸۸ ـ ۱۹۸۷ء اور ۸۹ ـ ۱۹۸۸ء دونوں سال کے لئے یہ ذمہ داری جناب عبدالمجید شیخ صاحب کو تفویض کی ہے۔

مجلس منتظمہ کے اجلاس عموماً ہر ماہ ہوتے رہے ہیں اور اراکین کی شرکت قابل اطمینان رہی ہے۔

انجمن کی رکنیت اور اراکینِ انجمن کی ذمہ داریاں

انجمن کی رکنیت جون ۸۸ء کے اختتام پر مندرجہ ذیل تھی۔ ساتھ ہی تقابل کے لئے جون ۸۷ء کے اختتام کے اعداد و شمار بھی درج کئے جا رہے ہیں:۔

	۱۹۸۸ء	۱۹۸۷ء
حلقہ متوسلین	۱۸	۱۸
حلقہ محسنین	۵	۱
حلقہ مستقل ارکان	۱۲	۸
حلقہ عام ارکان	۸۶	۷۵
میزان	۱۲۰	۱۰۲

اس طرح سال ۸۸/ ۱۹۸۷ء کے دوران حلقہ محسنین، مستقل ارکان اور عام ارکان میں علی الترتیب ۴، ۴، اور ۱۱ ارکان کا اضافہ ہوا۔ حضرات! میں آپ سب کی توجہ اس اہم بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ انجمن کی رکنیت میں اضافے کی رفتار، جیسا کہ اوپر کے اعداد و شمار سے ظاہر ہے، ناقابل اطمینان بلکہ مایوس کن ہے۔ اس رفتار کو بڑھانے کے لئے نہ صرف ارکان مجلس منتظمہ کو کوشش کرنا چاہئے بلکہ انجمن کا ہر رکن اس کو اپنی ذاتی ذمہ داری سمجھے اور حتی الامکان سعی کرے۔ اگر انجمن کے موجودہ اراکین میں سے ہر فرد انجمن کا

صرف ایک رکن اور بنا سکے تو اراکین کی تعداد دگنی ہو سکتی ہے!۔

دوسری اہم بات جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ دینی کاموں کے لئے بھی پیسہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ہم میں سے ہر شخص کو نہ صرف خود زیادہ سے زیادہ مالی اعانت کرنے کی کوشش کرنا چاہئے بلکہ ساتھ ہی ساتھ اپنے عزیزو اقربا اور احباب کو بھی انجمن کی اعانت پر آمادہ کرنا چاہئے۔ یہ اعانت انجمن کی رکنیت کی شکل میں بھی ہو سکتی ہے اور خصوصی اعانت کی صورت میں بھی۔ خیال رہے کہ مقررہ ماہانہ اعانت مبلغ ۳۰، ۵۰ اور ۱۰۰ روپے برائے عام ارکان، مستقل ارکان اور متوسسین محسنین بالترتیب اعانت کی کم از کم مقدار مقرر ہے۔ یہ اعانت کی آخری حد نہیں ہے!۔

تیسری ضرورت جو پیسہ ہی کی طرح اہم بلکہ شاید اہم تر ہے وہ ہے آپ کا وقت، آپ کی صلاحیتیں اور آپ کی توانائیاں جو انجمن کو درکار ہیں۔ انجمن کی تربیت گاہیں، درس و تدریس کے سلسلے، کتب کے تراجم، حساب کتاب لکھنے کی ضرورت، خطوکتابت، مالی اعانت کے لئے تگ ودو وغیرہ، یہ سب شعبہ جات، وقت اور صلاحیت چاہتے ہیں۔ آپ خود جائزہ لیجئے کہ آپ اپنی انجمن کی کس شعبہ میں کیا مدد کر سکتے ہیں۔ اپنی قیمتی آراء سے بھی ہمیں نوازیئے۔ ہمیں اس کی بھی اشد ضرورت ہے۔

۸۸/۱۹۸۷ء کی اہم پراجیکٹس

(۱) انجمن کے لئے قطعہ زمین/مکان کی خرید:

اس پراجیکٹ پر آپ کی مجلس منتظمہ کا سال کے دوران بڑا وقت خرچ ہوا ہے۔ مختلف جگہ جو کوششیں کی گئی ہیں اور تاحال کی جارہی ہیں ان میں سے دو اہم کوششیں آپ کی اطلاع کے لئے بیان کی جاتی ہیں:۔

(۱) ڈیفنس اتھارٹی میں "کہکشاں" کلفٹن کے علاقے میں ایک پلاٹ مسجد کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ آپ کی انجمن نے اس پلاٹ کے لئے عرضی دی اور آپ کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی کہ اتھارٹی نے تین ہزار گز کا پلاٹ الاٹ بھی کر دیا ہے۔ لیکن الاٹمنٹ کی بعض شرائط ایسی ہیں کہ اگر سختی سے لاگو کی جائیں تو مستقبل میں انجمن کے کام میں رکاوٹ کا سبب